بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

رسالہ تشحیذ الاذہان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

تمام خط وکتابت بنام منیجر

جلد ۱۴ نمبر ۵

بابت ماہ مئی ۱۹۱۹ء مطابق شعبان ۱۳۳۷ھ

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

عوام سے عہ غیر ممالک سے سے طلباء سے عہ

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا۔ اور عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا۔

تشحیذ کی قسمت کا فیصلہ

آخر کار انجمن تشحیذ الاذہان نے تشحیذ کی بہتری اسی میں دیکھی کہ تشحیذ کو محکمہ نظارت تالیف واشاعت کی نگرانی میں دے دیا جائے سو اب وہ ترقی اسلام کے ماتحت ہے لیکن یہ کاغذی تبادلہ میرے ان مطالبات پر جو میں ناظرین سے کرتا رہا ہوں کچھ اثر انداز نہیں۔ اس بات کی اب بھی ضرورت ہے بلکہ پہلے سے بڑھ کر۔ کہ تشحیذ کے **خریدار کم از کم ایک ہزار ضرور ہوں** ÷

دوم اسپر آپ صاحبوں کی بے توجہی سے پانچسو روپیہ قرض ہوگیا ہے۔ اس کے اُتارنے کا بندوبست کیا جائے۔ جو صاحب اس خصوص میں مجھے کوئی مشورہ دینگے میں بڑی خوشی سے اِس پر غور کرونگا۔ اگر مضامین میں خاص نوعیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تو بھی نمونہ کے طور پر کوئی مضمون بھجوائیں۔ خدا کے فضل سے باقاعدہ وقت پر تو گیارہ سال سے نکل رہا ہے ÷

دِلاویز مجموعہ

احباب کرام اپنی توسیع معلومات اور تبلیغ سلسلہ کے لئے
مفصلہ ذیل ٹریکٹوں کا مجموعہ منگوا کر ضرور پڑھیں اور اپنے اپنے
حلقہ میں تقسیم فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ÷

مرزا احمد بیگ کی پیشگوئی حصہ دوم	۲ر	حل چیستان مرزا کا جواب	ار
قبولیت دُعا کے چھیاسی گُر	۱؍ار	بیوی کی تعلیم	۸ر
روحانی طبیب دس روحانی مرضوں کا علاج	ا؍ر	کار آمد حوالے	۸ر
الوصیت پر نظر	ر	تبرا کا عدم جواز کتب شیعہ سے	ار
تکفیر اہل قبلہ	ر	(یہ مجموعہ صرف ۱۲ آنے میں دیا جاتا ہے)	

مینیجر تشحیذ الاذہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہِ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

دنیائے مذہب کے دو بڑے پیشوا

اس زمانہ میں جہاں تک میں دیکھتا ہوں دو مذہب ایسے ہیں جو تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اور جن کا باہمی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ایک اسلام دوسرا عیسائیت تیسرا مذہب اگر اسے مذہب کہنا درست ہو تو آریہ سماج کی تحریک ہے مگر وہ زیادہ تر ہندوستان ہی میں ہے اور ابھی انھیں بہت کچھ کام کرنا باقی ہے نیز اس تحریک کے بانی کو ان راستبازوں کے قدم بقدم آنے کا دعوے نہیں ہے جو اپنی بعثت خداوند زمین و آسمان کے حکم سے بتاتے ہیں پس ایک طالب حق کے لئے جو اپنی نجات کسی راستباز کے دامن سے وابستگی میں دیکھتا ہے۔ یہ دیکھ لینا کافی ہے کہ ان دونو مذاہب کے پیشواؤں میں افضل و اعلیٰ کون ہے۔ اور کس نے تمام جہان کے لوگوں کو پیغام اصلاح دیا۔ اور فرمایا کہ میرے پاس آؤ تا میں تمہیں گناہوں سے نجات اور ہمیشہ کی زندگی دلاؤں +

حضرت مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے

آپ انجیل متی کھولکر دیکھیں۔ حضرت مسیح کی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے ثابت ہوتی ہے یا تمام جہان کے لوگوں کی طرف +

"تب یسوع وہاں سے روانہ ہوکر صور اور صیدا کی طرف میں گیا۔ اور دیکھو ایک کنعانی عورت وہاں کی سرزمین سے نکل کے اسے پکارتی ہوئی چلی آئی۔ کہ اے خداوند داؤد کے بیٹے مجھ پہ رحم کر۔ کہ میری بیٹی ایک دیو کے غلبہ سے بے حال ہے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا تب اس کے شاگردوں نے پاس آکر اس کی منت کی کہ اسے رخصت کرو کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا۔ پر وہ آئی اور اسے سجدہ کرکے کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب دیا مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کو پھینک دیں۔ (متی باب ۱۵۔ آیت ۲۱-۲۷)

آپ اس کنعانی عورت کا عجز و الحاح دیکھئے۔ اور یسوع مسیح کا جواب سنئے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی سخت مجبوری ہے جو وہ باوجود اصرار کے انکار کئے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مناسب نہیں جو بچوں کی روٹی۔ کتوں کو پھینک دیں۔ گویا بنی اسرائیل کے سوا دوسری قومیں باوجود قرابت ملکی و نسلی کے انسانیت کا مرتبہ بھی نہیں رکھتیں اور مسیح ان کے درد کے درمان کے لئے نہیں آیا۔ پھر لطف یہ کہ اس کی درخواست کسی دیو کے نکالنے کے بارے میں ہے اور ہم عام طور سے دیکھتے ہیں کہ حکماء و اطباء ایسے امور میں تفریق مذہبی و قومی کا لحاظ نہیں کرتے چنانچہ اسی واسطے آخر مسیح کو قائل ہونا پڑا۔ لیکن باایں ہمہ یہ کہنا کہ "میں بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا" صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کا پیغام بنی اسرائیل کے سوا

دُنیا کی دوسری قوموں کے لئے قطعاً نہ تھا۔ اگر صرف یہ ہوتا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں تو کچھ تاویل کی گنجایش ہو سکتی بھی یعنی یہ سمجھ لیا جاتا کہ ان کی اصلاح مقدم سمجھی۔ مگر یہاں تو صاف لکھا ہے۔ اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ یہ فقرہ نص قطعی ہے اس بات پر کہ قرآن مجید میں جو آیا ہے وَ رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ یہ بالکل صحیح ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسیح نے اخیر میں یہ بھی کہا کہ سب قوموں کو شاگرد کرو۔ مگر ہم بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا کی موجودگی میں سب قوموں کے معنے بنی اسرائیل کے مختلف فرقوں کے سوا اور کچھ نہیں لینگے

دوسرا حوالہ بھی ملاحظہ ہو:۔

”پھر اس نے اپنے بارہ شاگردوں کو پاس بُلا کے انھیں قدرت بخشی کہ ناپاک رُوحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دُور کریں ×× ان بارہوں کو یسوع نے فرما کے بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔

(متی باب ۱۰۔ آیت ۱-۹)

غیر قوموں کی طرف نہ جانا یہ ممانعت بتاتی ہے کہ مسیح کی بعثت صرف بنی اسرائیل کی طرف تھی:

حضرت محمد مصطفےٰ کی دعوت تمام جہان کے لئے

اب آپ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ کا دعویٰ پڑھیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

(عن جابر قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطھن احدٌ قبلی ××× وکان النبیّ تبعث الی قومہ خاصّۃً و

بُعِثْتُ الی الناس عامَّۃً (متفق علیہ)

جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے پانچ باتیں ایسی دیگئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ××× پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ نبی صرف اپنی قوم کی طرف خاص کر کے بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف (بلا تفریق قومی) بھیجا گیا ہوں +

(۲) وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال فُضِّلتُ الانبیاء ×× وارسِلتُ الی الخلق کافۃً (رواہ مسلم)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے تمام نبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ آپ دونو پیشواؤں کا دعویٰ ان کے اپنے الفاظ میں دیکھ لیجئے اور جو مابہ الامتیاز و فرق ہے۔ وہ صاف نظر آرہا ہے ہر ایک شخص اپنی استعداد فطرتی اور ہمت قلبی کے لحاظ سے کوئی کام اپنے ذمے لے سکتا ہے ایک وہ ہے جو ایک خاص قوم کی اصلاح کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے اور ایک وہ جو تمام جہان کے واسطے اپنا پیغام ہدایت بتاتا ہے۔ اور اسی کا اعلان بار بار بزبان خداوندی ہوتا ہے۔

پہلی آیت:۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (السباء ۲۲ رکوع ۴) ہم نے تجھے (اے محمدؐ) تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بھیجا۔ لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے +

دوسری آیت۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (پارہ ۹ رکوع ۱۰) اعلان کردے اے محمدؐ اے لوگو میں تم سب کیطرف اللہ کا رسول ہوں۔

تیسری آیت۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پارہ ۱۷ نصف) اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر عالموں کے لئے رحمت کر کے۔

چوتھی آیت۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (پارہ ۳۰ رکوع ۶) یہ کتاب تمام

جہانوں کے لئے نصیحت ہے +

یہ آیات بتاتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام جہانوں اور سب انسانوں کے لئے تھی۔ عالمین کا لفظ ایسا وسیع ہے کہ اگر مریخ ستارہ میں کوئی آبادی ثابت ہو اور اس سے پیغام رسانی کا طریق نکل آئے تو اُمت محمدیہ کا فرض ہے کہ پیغام اسلام ان تک پہنچائیں +

اب ان دو پیشواؤں کے مرتبہ میں نمایاں فرق ہے جس مدعیٔ ہدایت کا پیغام ہی تمام دُنیا قوموں کے لئے نہیں۔ کیونکر روا ہے کہ اس کے نام لیوا دوسروں کو اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے کے لئے کہیں۔ پھر غور کرو۔ کتنا بلند مقام ہے اس مقدس رسولؐ کا۔ جو تن تنہا سب لوگوں کو دعوت اسلام دیتا اور ان کی اصلاح کا ذمہ لیتا ہے۔ اور پھر زبانی دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ جو کہتا ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے +

حضرت مسیح کی کامیابی

پہلے آپ مسیح کے آخری الفاظ پڑھیں اور دیکھیں کہ وہ کس حالت میں اس دُنیا کو چھوڑتے ہیں۔

"اے یروشلم اے یروشلم جو نبیوں کو مار ڈالتی اور انھیں جو تجھ پاس بھیجے گئے پتھراؤ کرتی ہے میں نے کتنی بار چاہا کہ تیرے لڑکوں کو جس طرح مُرغی اپنے بچوں کو پروں تلے اکٹھے کرتی ہے جمع کروں۔ پر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ جب تک کہ کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے (متی باب ۲۳)

یہ اس پیام دعوت کا انجام ہے جو مسیح نے بنی اسرائیل کی قوم کو اسکے مرکز میں دیا۔

حضرت نبی کریمؐ کی کامیابی

اب دوسری جانب حضرت محمد رسول کے پیغام ہدایت الیٰ العالم کا نتیجہ دیکھئے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَیْتَ النَّاسَ

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ جب اللہ کی نصرت اور فتح آگئی اور تو نے لوگونکو دیکھ لیا کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو خدا کی تسبیح و تحمید کر اور اسی سے حفاظت طلب کر۔ وہ رجوع برحمت کرنے والا ہے۔ کہاں وہ دن کہ آپ غار حرا میں اکیلے تھے اور کہاں یہ دن کہ فوج در فوج لوگ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ پھر آپ مرکز عرب یعنی مکہ میں کس شان سے داخل ہوتے ہیں اس کی تفصیل کتب سیرت میں پڑھیں میں یہاں حجۃ الوداع کے خطبہ کا کچھ حصہ دیتا ہوں تاکہ اس طاقت و جبروت کا علم ہو جائے جو حضور کو بافضال ایزدی حاصل ہوگئی تھی ارشاد ہوتا ہے۔

جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع سنین لم یحج ثم اذن فی الناس بالحج فی العاشرۃ ان رسول اللہ حاج فقدم المدینۃ بشر کثیر (باب قصۃ حجۃ الوداع) جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ میں ۹ سال رہے حج نہیں کیا پھر اعلان کیا گیا لوگوں میں کہ حج کو چلیں اس پر بہت سے لوگ مدینہ میں جمع ہوئے۔ ان لوگوں کی تعداد کے متعلق محشی لکھتا ہے۔ ویروی مائۃ واربعۃ عشر الفا وفی الروایۃ مائۃ واربعۃ وعشرون الفا (ایک لاکھ چودہ ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار) یہ صرف وہ لوگ ہیں جو حج کو آئے باقی جو نہ آسکے یا ان آنیوالوں کے اہل و عیال وہ الگ ہیں آپ نے ان سب میں ایک خطبہ پڑھا جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:۔

ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ ××× وقد ترکت فیکم مالن تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ وانتم تسئالون عنی فما انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت وادیت ونصحت فقال باصبعہ السبابۃ یرفعھا الی السماء وینکتھا الی الناس اللھم اشھد اللھم اشھد

ثلاثہ مرار (رواہ مسلم) +

تمہاری جان و مال کے حقوق کی نگہداشت آپس میں فرض ہے جیسے کہ اس دن (عرفہ) اس مہینے (ذوالحجہ) اس شہر (مکہ معظمہ) کے حقوق کی نگہداشت تم فرض سمجھتے ہو۔ سنو! جاہلیت کے ہر رسم و رواج کو منسوخ کرتا ہوں اور جاہلیت کے خون معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور میں تم میں کتاب اللہ چھوڑتا ہوں جب تک تم اس سے تمسک کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور تم میری تبلیغ کے متعلق پوچھے جاؤ گے تو کیا جواب دو گے انھوں نے کہا ہم کہینگے آپ نے ہمیں خوب اچھی طرح تبلیغ کردی اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اسپر نبی کریم صلعم نے شہادت کی انگلی اٹھائی اور لوگوں کی طرف اٹھا کر کہا کہ اے خدا گواہ رہ (تین بار)۔

ایک طرف یہ آیت قرآن اور یہ حدیث سید الانس والجان رکھئے اور دوسری طرف وہ پر حسرت کلمات کہ "میں نے کتنی بار چاہا کہ تیرے لڑکوں کو جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے اکٹھے کرتی ہے جمع کروں پر تم نے نہ چاہا" تا آپ پر ان دو نو پیشواؤں کے مرتبہ کا فرق ظاہر ہو جائے۔

پیغام ہدایت کی تکمیل

پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان کرتے ہیں میں تم میں ایک مکمل کتاب ہدایت چھوڑتا ہوں جب تک تم اسپر عمل پیرا رہو گے گمراہ نہیں ہو گے اور لوگوں سے شہادت طلب کرتے ہیں کہ آیا میں نے الٰہی پیغام تم سب کو پہنچا دیا یا نہیں تو وہ کہتے ہیں قد بلغت وادیت ونصحت۔ آپ نے پہنچا دیا۔ پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ اور دوسری جانب جناب مسیح ہیں کہ وہ خود ہی فرماتے ہیں:۔

"لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ × × × × میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم انکی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی

کی راہ بتائے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سُنے گی سو کہے گی اور تمہیں آیندہ کی خبریں دے گی (یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ تا ۱۴)

یعنی آپ کسی دوسرے پیغامبر حق کی خبر دیتے ہیں جو ساری سچائی کی راہ بتائے گی اور مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا مصداق ہوگی۔ پس دُنیا والوں کے لئے جس پیغام ہدایت کا ماننا فرض ہے وہ اسی پیغمبر اعظم کے پاس ہے جس کو دُنیا سے اُٹھایا جانے سے اوّل یہ وحی ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پارہ ۶ رکوع ۱۴) آج کے دن میں نے تمہارا دین پایۂ تکمیل کو پُہنچا دیا۔ تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔ گویا آپ کے بعد آخر دنیا تک کوئی پیغام شریعت نہیں۔ یہی وہ ہدایت ہے جس پر تمام لوگوں کو قیامت تک کاربند ہونا ہے۔ مسیح جب خود فرماتے ہیں کہ ابھی اور بہت سی باتیں ہیں جو میں نہیں کہہ سکا۔ تو پھر ہم کس طرح پر انکے پیغام کو کامل سمجھ لیں اور دوسرے داعیانِ حق کیطرف متوجہ نہ ہوں ⁂

آخیر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دونو پیشوایانِ مذاہب کے ان کلمات پر بھی غور کر لیجئے جو جان کندنی کی حالت میں انکی زبانوں سے نکلے کہ اس سے بہت کچھ اس تعلق یگانگت و قرب خاصہ پر روشنی پڑتی ہے۔ جو دونو کو بارگاہ الٰہی میں حاصل تھا

مسیح کے آخری کلمات

جناب یسوع مسیح جب صلیب پر دیئے گئے اور وہ سمجھے کہ میری روح اب جسم سے جُدا ہونے لگی ہے تو انکی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا:

نویں گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ یعنی اے میرے خدا تُو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا ×××
اور یسوع نے بڑے شور سے چلا کر جان دی (متی باب ۲۷ آیت ۴۵-۵۰)

نبی کریمؐ کے آخری کلمات

ادھر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات وفات میں یہ لکھا ہے:-

قالت عائشة فكان آخر كلمة تكلم بها النبي صلى الله عليه وسلم قوله

اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ (متفق علیہ)

عائشہ صدیقہ زوج النبی کی روایت ہے کہ آخری بات رسول اللہ کی یہ تھی کہ اے اللہ رفیق اعلیٰ کیساتھ ملا ہی پر کسی قسم کی رائے زنی نہیں کرنا چاہتا۔ دونو کلمات آپ کے سامنے ہیں آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مقرب بارگاہِ صمدی کون تھا۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی رہ گیا کہ حضرت مسیح کے فیض صحبت نے جو آدمی پیدا کئے وہ کیسے تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ نے کیسے انسان بنائے دونوں کی نسبت فریقین کی مسلمہ الہامی کتب سے حوالے پیش کرتا ہوں:۔

مسیح کے حواری

"تب ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا سردار کاہنوں کے پاس جاکر کہا جو میں اسے پکڑوا دوں تو مجھے کیا دو گے۔ تب انھوں نے اسے تیس روپے کا اقرار کیا اور وہ اس وقت سے اسکے پکڑوانے کیلئے قابو ڈھونڈتا تھا × × × یسوع نے ان (حواریوں) سے کہا تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے۔ × × پطرس نے جواب میں اس سے کہا اگرچہ سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں پر میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو اسی رات مرغ کے بانگ دینے کے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا × × × وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہودا جو ان بارھوں میں سے ایک تھا آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی اس کے پکڑوانے والے نے انھیں یہ کہہ کے پتہ دیا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ اس نے دونہیں یسوع پاس آکر کہا اے ربی سلام اور چوم لیا × × × جب پطرس باہر دالان میں بیٹھا تھا ایک لونڈی نے اس پاس آکر کہا تو بھی یسوع جلیلی کے

ساتھ تھا۔ پر اس نے سب کے سامنے انکار کر کے کہا میں نہیں

جانتا کہ تو کیا کہتی ہے۔ پھر جب وہ اسارہ سے کی طرف باہر چلا ایک

دوسری نے اسے دیکھ کر ان سے جو وہاں تھے کہا کہ یہ بھی یسوع

ناصری کے ساتھ تھا تب اُس نے قسم کھا کر پھر انکار

کیا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر بعد انھوں

نے جو وہاں کھڑے تھے پطرس پاس آ کے کہا بیشک تو بھی ان میں سے

ہے کہ تیری بولی تجھے ظاہر کرتی ہے تب اس نے لعنت بھیجکر اور قسم

کھا کر کہا کہ میں اس شخص (مسیح) کو نہیں جانتا۔ (باب ۲۶ متی)

(۳) تب یسوع نے دیو کو دھمکایا وہ اس سے نکل گیا اور وہ چھوکرا اسی گھڑی

چنگا ہو گیا تب شاگردوں نے الگ یسوع پاس آ کے کہا ہم کیوں اسکو

نکال نہ سکے۔ یسوع نے انھیں کہا۔ اپنی بے ایمانی کے سبب۔ کیونکہ

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان

ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا

اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوتی۔ (متی باب ۱۷)

حضرت محمد مصطفےٰ کے اصحاب	لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا

(پارہ ۲۶ سورۂ فتح) اور البتہ راضی ہوا اللہ مومنوں سے جب وہ اس شجرہ کے نیچے تیری

بیعت کر رہے تھے۔ اور ظاہر ہوا جو انکے دلوں میں تھا اور ان پر سکینت اتاری اور

انھیں ایک قریب کی فتح عنایت فرمائی۔

(۲) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ

كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(پارہ ۲۶) اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول اور مومنوں پر اُتاری۔ اور انکو پرہیزگاری

کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس عنایت کے زیادہ حق دار اور اسکے لائق بھی تھے۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(۳) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (پارہ ۲۶ سورہ فتح)

محمد اللہ کے رسول اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر مضبوط ہیں ان کا اثر نہیں لیتے آپس میں ایک دوسرے سے الفت رکھنے والے تو انھیں دیکھے گا کہ خدا کے حضور میں جھکے رہتے اور اسی کے آستانے پر پڑے رہتے ہیں اس کا فضل اور اسکی رضا چاہتے رہتے ہیں۔ اور انکی پیشانیوں پر فرمانبرداری کے نشانات ہیں یعنی ان کا بشرہ بتلا دیتا ہے کہ یہ خدا کے خدمتگذار بندے ہیں۔

(۴) مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (پارہ ۲۱ سورۂ احزاب) مومنوں میں سے وہ مردان خدا ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا وہ عہد جو انھوں نے اللہ سے کیا۔ بعض وہ ہیں جو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور اس عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(۵) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پارہ ۱۱ ع ۱)

مہاجرین اور انصار سے سبقت کرنیوالے اور جو لوگ نیکی میں انکے تابع ہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ وہ قابل فخر سرٹیفکیٹ جو جناب الٰہی سے سیدنا محمد رسول اللہ کے صحابہ کرام کو ملا۔ اب آپ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کس کی قوت قدسیہ زبردست اور کون نوع انسان کے لئے ابر رحمت بنکر آیا اور کس نے انسانی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرکے انھیں وحشی سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ اور کون یہ حق رکھتا ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے اور کس کی اطاعت میں بنی نوع انسان کی نجات ہے۔

درس الحدیث

از حضرت اولوالعزم ۱۴ جولائی سنہ ۱۹ء

حدیث۔ محمد بن مقاتل۔ اذا آمن بعیسیٰ ثم آمن بی۔ فلہ اجران

پچھلے ایک نبی کی امت جو دوسرے نبی پر ایمان لے آئے وہ زیادہ ثواب کی مستحق ہے پھر خصوصاً مسیح کی امت جو نبی کریم پر ایمان لاتے۔ ان کے لئے نبی کریم صلعم کو ماننا مشکل ہے کیونکہ وہ مال اور حکومت کے مالک ہیں۔ ان کو اپنا مال چھوڑ کر آنا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہندو اگر مسلمان ہو تو وہ زیادہ مخلص ہوتا ہے بہ نسبت ایک عیسائی کے +

والعبد اذا اتقی اللہ واطاع موالیہ فلہ اجران۔

انسان کو اپنے آقا کا حکم بھی ماننا چاہیئے۔ اور خدا تعالےٰ کے احکام کو بھی بجا لانا چاہیئے بعض لوگ اپنے آقا کا کام ہی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتے ہیں۔ اور بعض اللہ تعالےٰ کے حکم کے بہانے میں اپنے آقاؤں کا کہا نہیں مانتے۔ اور جو وہ کہیں بہانہ کر کے ٹال دیتے ہیں۔ یہاں ایک آدمی کا ملازم تھا۔ اسے جب کوئی کام بتلایا جاتا تو وہ کہہ دیتا۔ کیا میں قرآن نہ پڑھوں۔ اور اس طرح سے ان کا کہا نہ مانتا تھا۔ فرمایا ایسا نہیں چاہیئے بلکہ اپنے آقا اور خداوند تعالےٰ دونو کے کام کرو +

حدیث محمد یوسف۔ فاقول کما قال العبد الصالح۔

کیا صاف صاف بات ہے۔ مسیح نبی کریم صلعم کے زمانہ سے پہلے یہ کہہ چکا ہے۔ **ھم المرتدون** ۔ یہ مرتد خلافت کے منکرین ہیں۔ خلافت کا انکار کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ خلافت کے منکرین کا نام ہی آپ نے مرتد رکھا ہے +

کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ کسی مسلمان نے ابوبکر صدیق کے زمانہ میں یہ کہا ہو کہ میں اسلام کو سچا نہیں مانتا یا میں اس سے دست بردار ہوتا ہوں۔ بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض نے یہ کہا تھا کہ ہم تمہیں نہیں مانتے کیونکہ تم زکوٰۃ لیتے ہو۔

اللہ زکوٰۃ لینے کے لئے تو حضرت نبی کریم صلعم کو ارشاد ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ پس اب نبی کریم کے بعد کسی کو حق نہیں کہ وہ زکوٰۃ وصول کرے اسنے انکار پر ان کو مرتد کہا ہے +

حفاۃً عراۃً غرلاً۔ ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ لوگ اس لباس میں اُٹھائے جاوینگے جس میں اُن کو دفن کیا گیا۔ دونو حدیثوں کی تطبیق کے لئے یہ صورت ہے کہ وہ لباس جس میں وہ اُٹھائے جاوینگے وہ تو معمولی کپڑے ہونگے۔ اور جو کپڑے پھر پہنائے جاوینگے۔ وہ اعلےٰ درجہ کے ہونگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکی شکلوں میں بھی کچھ تغیر کیا جاوے گا +

باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

حدیث اسحٰق۔ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم

ابن مریم کے نزول کا ذکر فرمایا۔ لیکن من السماء کہیں نہیں فرمایا۔ لغت میں دیکھو۔ نزول کے معنے بہت وسیع ہیں۔ نزول زمین سے نکلنے کو بھی کہتے ہیں جیسے نزل السماء۔ خروج النبات۔ یہاں نزول بمعنے خروج اور السماء بمعنے النبات لیا ہے عموماً اوپر سے آنا۔ زمین سے نکلنا۔ ہر عمدہ چیز کا آنا۔ اسکے لئے نزل بولا جاتا ہے وہ چونکہ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ اس لئے ان پر نزول کا لفظ فرمادیا +

حکماً۔ وہ حکم ہوگا۔

ایک شخص نے لکھا۔ کہ ہم نے مرزا صاحب کو اس لئے مانا۔ کہ ہم قرآن کو مانتے تھے میں اسے بیوقوف کہتا ہوں۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ کوئی شخص قرآن مجید کو نہیں مانتا جب تک کہ حضرت صاحب کو نہ مان لے۔ نبی کریم صلعم نے تو فرمایا ہے کہ ایمان ثریا پر چلا جائے گا لیکن مسیح اسے اتار کر لائے گا۔ اس لئے یہ کہنا چاہیئے کہ ہم نے قرآن کو احادیث کو اس لئے مانا کہ حضرت مرزا صاحب نے ہمیں کہا۔ ویسے قرآن وحدیث غیر احمدیوں کے پاس بھی ہیں لیکن وہ عمل نہیں کرتے +

نبی کریمؐ نے حکم فرمایا ہے۔ اب یہ نہیں ہوگا۔ کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اسے قرآن وحدیث* کے ماتحت لاویں۔ نہیں! بلکہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ مانیں گے۔ خاتم النبیین کے وہی معنے کرینگے جو مسیح موعودؑ نے کئے۔ اور اسی کی تقریروں اور تحریروں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کریں گے +

فیکسر الصلیب۔ صلیب کی کسر کرے گا۔ یعنی عیسائیت کے زور کو توڑیگا قسطلانی اور فتح الباری۔ دونوں نے یہی معنے کئے ہیں +

یقتل الخنزیر۔ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ بعض نے اس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس زمانے میں ان کا کھانے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے انہیں قتل کرے گا۔ یہ نہایت ہی لغو خیال ہے۔ اس طرح تو دنیا جہان کی چیزیں جنہیں لوگ نہیں کھاتے کیا مسیح انہیں مارتا رہے گا؟ پھر وہ دین کا کام کب کرے گا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ مسیح ایسی اقوام کو جو خنزیر والی ہیں۔ اور خنزیر کے خصائل جن اقوام میں پائے جاتے ہیں یعنی بے حیا قومیں۔ انہیں دعاؤں کے حربہ سے تباہ کرے گا +

یضع الجزیۃ۔ تعجب کی بات ہے کہ اس کے معنے کرتے ہیں کہ عیسیٰ آئیگا اور وہ لوگوں سے جزیہ قبول نہیں کرے گا بلکہ وہ کہے گا کہ یا تو قتل ہونا قبول کرو یا مسلمان بن جاؤ۔ لیکن یہ بات غلط ہے اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو آتا ہے۔ ویعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کہ کفار جو مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت ہوں وہ جزیہ دیں۔ اور حدیث میں دوسری جگہ آتا ہے ویضع الحرب کہ وہ لڑائی کو موقوف کر دے گا۔ جب لڑائی نہ ہوئی تو قتل کیسا۔ اس وجہ سے اب یضع الجزیۃ کے ایسے معنے کرنے چاہئیں جو قرآن کے خلاف نہوں اور ہوں بھی ٹھیک۔ اور وہ یہ ہیں کہ اسکے زمانہ میں جنگیں موقوف ہوجائینگی۔ پس جب جنگ نہ ہوئی تو جزیہ خود جاتا رہا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ مسلمان تباہ ہو گئے۔ انکی سلطنت باقی نہ رہی اور جزیہ بھی ساتھ ہی باطل ہو گیا۔ اور جو ایک دو سلطنتیں برائے نام باقی ہیں۔ وہ بھی غیر اقوام سے جزیہ نہیں لے سکتیں۔ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کو مسلمانوں کی نسبت

* ماتحت سے مراد ہے کہ اپنے معنی پہنا دیں

زیادہ مراعات ملی ہوئی ہیں +

ویفیض المال حتی لا یقبلہ احدٌ + اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ وہ اتنا مال بانٹے گا کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہ بہت لغو خیال ہے۔ اگر کسی کو دنیا بھر میں مال کی ضرورت نہ ہوئی تب دنیا تو بہت جلد تباہ ہو جائے گی کیونکہ کوئی بھی ایک دوسرے کا محتاج نہ رہا تو دوسرے کا کام کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہوتی ہے مزدور مزدوری نہ کریں۔ لوہار لوہے کا کام چھوڑ دیں۔ موچی جوتے بنانا چھوڑ دیں۔ ہر ایک حرفہ والا اور پیشے والا اپنا اپنا کام ترک کر دے۔ تو ایسے ذرہ تصور کر کے دیکھو۔ پھر دنیا کی کیا حالت ہو +

اس سے اگلا لفظ دیکھو۔ وہ اسکی تفسیر کر دیتا ہے۔ فتکون السجدۃ واحدۃ خیرٌ من الدنیا وما فیہا۔ وہ مال دینی ہوگا۔ نہ کہ دنیوی۔ یعنی کہ وہ دینی مال اتنا تقسیم کرے گا کہ لوگ اسے لینگے نہیں۔ اس زمانے میں پھر چھوٹے چھوٹے اعمال بھی قبول کئے جاوینگے۔ کیونکہ لوگوں کو دنیا کے مال کی حرص دین کی طرف مائل ہونے دیگی ثم یقول ابو ہریرۃ واقرأوا ان شئتم۔ یہ ابو ہریرہؓ کا اپنا قول ہے +

باب ما ذکر عن بنی اسرائیل

حدیث۔ موسیٰ بن اسمٰعیل

ان مع الدجّال اذا خرج ماءً ونارا۔

یہ بھی دجال کی ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ اسکے پاس پانی اور آگ ہوگی۔ جسے لوگ آگ سمجھینگے وہ پانی ہوگا۔ اور جسے پانی سمجھیں گے وہ دراصل آگ ہوگی + پانی یہ کہ اسکے دین کو قبول کریں۔ تو بس دنیاوی طور سے آرام اور ہر طرح کی آسائش میں ہو گئے لیکن ان کے دین کو برا سمجھنا اور چھوڑنا دنیاوی لحاظ سے یہ آگ ہی ہے لیکن نتیجہ اس کا عمدہ اور اعلیٰ ہے۔ تعجب ہے ہماری جماعت سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی وہی کریں جو دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ تو وہی کرتے ہیں جو یورپ والے کرتے

ہیں (مثلاً پالٹیکس اور سیاست میں) لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا وہ انہیں آگ معلوم ہوتا ہے۔ اور جو یورپ والے یا دیگر اقوام کریں وہ ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے لیکن باعتبار انجام اور حقیقت وہی ٹھنڈا پانی ہے جو حضرت صاحب نے تعلیم دی ؛

ان رجلاً کان فیمن قبلکم اتاہ ملک الموت لیقبض روحہ۔

اس میں اللہ تعالےٰ کا رحم بتلایا ہے۔ آریہ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا عدل نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیٔ ۔ میری رحمت ہر ایک چیز پر ہے بعض صوفیاء نے تو اسے اتنا بڑھا دیا ہے کہ خدا شیطان کو بھی معاف کرے گا۔ رحمت کو کتنا وسیع کیا ہے۔ یہاں بھی عملت من خیر فرمایا ہے۔ اسکی بدی کا ذکر تک نہیں کیا۔ (اسے شرمندہ نہیں کیا) ؛

ان رجلاً حضرہ الموت فلما یئس من الحیوۃ اوصی اھلہ

اگر کسی کے دل میں اللہ تعالےٰ کی خشیت ہو۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور انیوں کو معاف کر دیگا اور ان کے لئے ان کے مرنے سے پہلے ضرور ایسا سامان کر دیتا ہے کہ انکا اللہ پر ایمان ہو جاتا ہے ؛

کوئی اگر کہے کہ جلانے کا حکم نہیں ہے!۔ تو دفن کرنے کا مسئلہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ مختلف شرائع میں مختلف صورتوں کے لحاظ سے انکے احکام بھی مختلف ہونگے مثلاً ایک ایسی جگہ ہے جہاں درندے مردوں کو نکال کر کھا جاتے ہیں اور لوگونکو مردوں کی حفاظت کرنا مشکل ہے تو انکے لئے ضروری نہیں کہ وہ ضرور دفن ہی کریں۔ اس شخص کا یہ کہنا۔ خدا تعالیٰ سے خشیت کے باعث تھا۔ خدا نے اسے معاف فرما دیا ؛

حدیث بشر بن محمدؐ۔

کتنا جھوٹ ثابت ہوتا ہے یہاں ان لوگوں کا جو یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلعم کو اپنی بڑائی کا خیال تھا۔ نبی کریمؐ کو اپنی وفات کے وقت بھی اگر کوئی خیال تھا تو یہ ہی کہ خدا کی بڑائی ہو۔ اسکا کوئی شریک نہ ہو یہ خیال آپؐ کو پیدائش سے ہی تھا۔ پھر جب آپؐ مبعوث ہوئے تو آپکو ہر وقت یہی خیال دامنگیر رہتا تھا چنانچہ آپکو وفات کے وقت بھی یہی خیال تھا۔ اپنی امت کے غم میں مضطرب تھے اور گھبراہٹ کیوجہ سے بار بار منہ پر

[illegible]

ایک مسیحی دوست کے خط کا جواب

سلسلہ ذیل مضمون ہمیں دفتر تالیف و اشاعت محکمہ نظارت سے وصول ہوا ہے
اس میں فاضل مضمون نویس نے ایک معترض صاحب کو یہ سمجھایا ہے
کہ جو اعتراض آپ غیر مذاہب کے ماننے والے پر کرتے ہیں پہلے یہ
تو دیکھ لیں کہ وہی اعتراض آپ کی مسلمہ الہامی کتاب پر تو نہیں پڑتا۔
اگر اعتراض پڑتا ہے تو پھر دوسرے مذہب پر حملہ نہیں کرنا چاہئے
اس تمام مضمون کو اسی سپرٹ میں لکھا ہوا سمجھنا چاہئے۔ اور ہرگز یہ خیال
نہ ہو کہ کسی دوسرے کے مذہب پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ یا اس کی الہامی
کتاب کے عیوب دکھلانے مقصود ہیں۔ بلکہ محض معترض کے عقیدہ سے
اپیل کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی الہامی کتاب کی روشنی میں اپنے اس
اعتراض کو پڑھے جو اس نے بڑے زور شور سے اسلام پر کیا۔ (ایڈیٹر)

اے بسا عیبے کہ بینی در کساں ۔ خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں

ہمارے ایک دوست جو مسیحی ہیں۔ گاہے ماہے ایک آدھ والا نامہ بندہ کی جانب
ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ چونکہ آپ فطرتاً مذہب مسیحی سے دلچسپی لیکر پیدا ہوئے ہیں
اس لئے آپ اپنے خطوط میں اسلام پر ضرور حملہ کرتے ہیں۔ لیکن جب اس طرف سے جواب
مفصل بذریعہ اخبار سلسلہ دیا جاتا ہے۔ تو پھر چار پانچ ماہ آپ خاموشی کے کوچہ
میں جا بسر کرتے ہیں۔ حسب عادت آپ کا ایک خط ۷ ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء کو
بھی موصول ہوا تھا۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یوں تو مرزائی صاحبان فطرتاً ہر ایک مذہب پر نکتہ چین طبائع لیکر پیدا ہوئے
ہیں۔ مگر اپنے حضرت مسیح قادیانی سے نہیں پوچھتے۔ کہ "حضرت اقدس" آپ جو فرماتے

ہیں۔ کہ طاعون ہمارا مددگار ہے۔ ہمارے مخالفین کو مار ڈالیگا۔ اور نابود کر دیگا" پھر لکھو کھا معصوم بچے۔ جو آپ کے معاندین کے زمرہ سے خارج ہیں۔ ان پر آپ نے طاعون نازل کیوں کرایا۔ کیا نازل کرانے والا اور کرنے والا ہر دو ظالم نہیں۔ یہ کیا! زید کے گناہ کے عوض بکر کو ہلاک کیا جاتا ہے"

نمبر ۲۔ شق القمر کی نسبت بجز عرب کے مؤرخین کے دیگر ممالک کے کن کن مؤرخین نے تذکرہ کیا ہے۔

نمبر ۳۔ ایک اور بات آپ میرزائی صاحبان سے دریافت کر کے تحریر فرما دیں۔ اور وہ یہ کہ جب بموجب مسلمات ایمانیات اہل اسلام خدا تعالیٰ نیکی اور بدی کا خالق ہے۔ تو پھر جزا سزا کیسی۔ کیا یہ وہی خدا ٹھٹھا باز نہیں جو ٹھٹھے مخول کے بدلے ہنسی مذاق سے دلچسپی لیا کرتا ہے"۔

یہ چند سطور جن میں آپ نے بظاہر عیسائیت کی حمایت کی ہے۔ اور اسلام پر اعتراضات کئے ہیں در اصل اسلام کی حمایت ہے۔ اور مذہب مسیحی کی مخالفت بقول ؎

یکے بر سر شاخ و بن مے برید ٭ خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا گر ایں شخص بد میکند ٭ نہ با من کہ با نفس خود میکند

کیونکہ یہ تمام اعتراضات در پردہ آپ نے مسیحیت پر کئے ہیں۔ اسلام پر ایسا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں اس امر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ نہایت ہی مناسب ہے۔ کہ آپ اس مضمون کو متعدد بار مطالعہ فرما دیں۔ اور غور سے سوچیں تا آپ کو کچھ فائدہ ہو۔ میں نے متواتر ایک ہفتہ محنت و مشقت کر کے اس کو تحریر کیا ہے۔ فقط۔

اول "طاعون میں صدہا معصوم بے گناہ بچے" کتاب پیدائش ۱۱ تا ۱۳ فقرہ کے مطابق نوح کے وقت میں طوفان بھیجکر سب جانداروں کو جن میں کروڑہا معصوم بچے اور بیشمار جاندار انسان کے سوا جو بے خطا تھے۔ آپ کے خداوند نے ہلاک کر دیئے۔ بھلا کیا یہ ظلم اور خلاف عدل نہیں کیونکہ اگر کفار بالغ کی خطا تھی۔ تو ان کروڑہا بچوں اور بیشمار دیگر جانداروں کا کیا گناہ تھا۔ پس اگر اسی وجہ سے آپ اسلام سے متنفر ہیں۔ تو مسیحی مذہب سے ضرور ہاتھ دھو بیٹھیں۔

شق القمر کی نسبت انہیں مورخین نے ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے نوح کے طوفان کا ذکر اپنی اپنی کتب میں لکھا ہے۔ کیونکہ توریت کی یہ گواہی ساری کتب تواریخ اور علوم حکمیہ کے خلاف ہے۔ اور ہندیوں اور چینیوں اور خطا والوں اور مجوسیوں اور اگلے ترکوں کی کتب تواریخ میں کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اور وے لوگ اس کے منکر ہیں۔ اور پنڈت لوگ اور اہل ہنود کے فاضل اور آپ کے راہ نماؤں کے وے سب ہموطنی جن کو آپ کے پادری ملحد کہتے ہیں۔ اس پر بہت ہی استہزا کرتے ہیں۔ اور جان کلارک اپنی کتاب کے تیسرے اور چھٹے باب میں اس پر بہت استہزا کرتا ہے۔ جو اس جگہ اپنی تالیف قلوب کی وجہ سے مرفوع القلم ہے۔ پس کیا آپ کے نزدیک یہ ناانصافی نہیں۔ کہ جہان کی ساری تاریخوں اور تمام فلسفہ کو غلط کہیں اور فقط توریت کی شہادت کو معتبر تسلیم کریں۔

اور اگر شق القمر کے معجزے کی نسبت یہ خیال ہو کہ محال عقلی ہے۔ تو اس کا جواب بھی اسی مضمون میں پیش کیا جاویگا۔

مثال دوم۔ توریت کتاب پیدائش ۱۹ اتمام کے مطابق لوط کے زمانہ میں سدوم اور عمورا اور ان کے نزدیک کے شہروں پر گندھک اور آگ برسا کر خدا نے لکھوکھا آدمیوں کو جن میں ہزارہا معصوم بچے بھی تھے۔ اور لکھوکھا بے خطا جانداروں کو مار ڈالا۔ بھلا ان بچوں اور ان جانداروں کی نسبت کیا یہ ظلم اور خلاف عدل نہیں۔

مثال سوم کتاب استثنا کے ساتویں اور بیسویں باب کے موافق بڑی بڑی سات اقوام کے حق میں حکم تھا کہ ان کو یکلخت نیست و نابود کیجیو۔ اور ان پر رحم نہ کریو اور وہاں کی کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے زندہ نہ چھوڑیو۔ اور ان پر رحم نہ کریو۔ بلکہ سب جانداروں کو یکلخت نیست و نابود کیجیو۔ اب یہ اقوام جو بنی اسرائیل سے بہت قوی اور بہت بڑی تھیں تو یقیناً ان کے افراد کا شمار کروڑوں سے کچھ زائد ہوگا۔ اور اور جانداروں کا تو کیا حساب اور ان انسانوں میں بھی لکھوکھا بچے معصوم تھے۔ بھلا ایسے بچوں اور ان جانداروں کی نسبت ایسا حکم دینا اور انہیں یکلخت بے رحمی سے مروا ڈالنا۔ کیا عدل کے خلاف نہیں ہے

مثال چہارم توریت کی کتاب خروج باب ۱۱ کے موافق خدا نے موسیٰ کو حکم دیا۔ اور باب بارھویں کے موافق اس حکم پر حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا۔ اور بنی اسرائیل نے ہر دو احکام کے موافق مصریوں سے روپے سونے کے برتن اور کپڑے وغیرہ عاریت کے بہانے سے کر ہضم کر لئے۔ جناب من کہئے کیا خدا کا یہ حکم خلاف عدل و انصاف نہیں

مثال پنجم۔ کتاب خروج ۱۲/۲۹ میں یوں لکھا ہے "اور یوں ہوا۔ کہ خداوند نے آدھی رات کو مصر کی زمین میں سارے پلوٹھے۔ فرعون کے پلوٹھے سے لے کر جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس قیدی کے پلوٹھے تک جو قید خانے میں تھا چارپایوں کے پلوٹھوں سمیت ہلاک کئے" دیکھو مصر کی زمین کے پلوٹھوں میں ہزارہا بچے معصوم اور لاکھوں چارپائے بیگناہ تھے پس سب کو ہلاک کرنا اور بیگناہ اور گناہگار کو یکساں ٹھہرا کر سزا دینا کیا عدل کے خلاف نہیں۔

مثال ششم۔ توریت میں کئی مقامات پر حکم ہے کہ جو کوئی غیر خدا کی نذر مانے یا بت پرستی کرے۔ یا بت پرستی کی ترغیب دے اسے مار ڈالو چنانچہ خروج ۲۲/۲ و استثناء باب ۱۳۔ اور اسی کتاب کے سترہویں باب میں مصرح ہے۔ بھلا آپ کے نزدیک ایسے اشخاص کو ایسے گناہوں پر بدون فہمائش اور انتظاری توبہ کے مار ڈالنا انصاف ہے۔ یا صریح ظلم۔

مثال ہفتم۔ جب قورح نے حضرت موسیٰ کا مقابلہ کیا۔ تو اس بارے میں گنتی ۱۶/۲ میں یوں لکھا ہے۔ "اور یہوواہ نے موسیٰ اور ہارون کو خطاب کر کے فرمایا" "تم آپ کو اس گروہ میں سے جدا کرو۔ تاکہ میں انہیں ایک پل میں ہلاک کروں۔ تب وے اوندھے گرے اور بولے اے خدا سارے جسموں کی جانوں کے خدا گناہ ایک کرے اور تو سارے گروہ پر غصہ ہووے۔ کیا یہ انصاف ہے۔ کہ ایک کے گناہ پر ساری قوم کی ہلاکت کا ارادہ کرنا کہ جس پر موسیٰ اور ہارون یوں چلائے۔ کہ گناہ کرے ایک اور تو سارے گروہ پر غصہ ہو وے۔

مثال ہشتم۔ کتاب استثناء ۳۲/۲۵ میں یوں ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے "اور شیر خوار اور سر سفید کو بھی ہلاک کرونگا۔ بھلا شیر خوار یعنی معصوم بچوں کو ہلاک کرنا کیا

یہ عدل و انصاف ہے۔

مثال نہم - کتاب ایوب کے پہلے اور دوسرے باب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خداوند نے محض شیطان کے کہنے سے پہلے تو ایوب کی بھیڑ بکریوں کو اور اُن کے چرواہوں کو بجلی ڈال کر مار ڈالا۔ اور اس کے بیلوں اور گدھوں اور اونٹوں کو قزاقوں کے حوالے کیا۔ کہ وے سب کو لے گئے۔ اور نوکروں کو تلوار سے قتل کر گئے۔ اور بڑی آندھی بھیجکر اس کے مکان کو گرا کر اس کی سب اولاد کو مار ڈالا اور جب ایوب ان مصیبتوں پر صابر رہا تو پھر اسی شیطان کے کہنے سے ایوب کو سر سے پاؤں تک جلنے پھوڑوں میں گرفتار کیا صاحب من کیا یہ عدل کے خلاف نہیں۔ رحم کے منافی نہیں ہے۔ کہ شیطان مردود کے کہنے سے ایسے فرمانبردار بندہ کا یہ حال ہو۔ اور شاید ایسی ہی باتوں کا لحاظ کر کے بعض آپ کے مذہبی علماء نے ایوب کی کتاب کو ایک فسانہ تسلیم کیا ہے۔

مثال دہم - یرمیاہ ۱۳/۱۴ میں یوں ہے۔ "خداوند یوں کہتا ہے۔ اس سرزمین کے سارے باشندوں کو۔ اور ان بادشاہوں کو جو داؤد کے تخت پر بیٹھے اور کاہنوں اور نبیوں اور یروشلم کے سارے باشندوں کو مستی سے لبالب کرونگا۔ اور میں ان میں سے ایک کو دوسرے پر بیٹوں کو اور باپوں کو ایک ساتھ ڈال دونگا۔ خداوند کہتا ہے۔ میں شفقت نہ کرونگا اور ہرگز رعایت نہ کرونگا۔ اور رحم نہ کھاؤنگا۔ بلکہ انھیں ہلاک کرونگا۔

دیکھو آپ ہی ساری سرزمین کے باشندوں کو مستی سے بھر کر متوالے کرنا۔ پھر بغیر رحم کے ہلاک کرنا کیا انصاف ہے۔

مثال یازدہم - کتاب یرمیاہ کے ۷/۲۰ میں ہے "اسی واسطے خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے۔ کہ دیکھ میرا غضب اور میرا قہر اس مکان پر اور انسان پر اور حیوان پر اور میدان کے درختوں پر اور زمین کی پیداوار پر ڈھالا جائیگا۔ اور وہ بھڑکیگا بجھیگا نہیں۔"

دیکھو انسانوں میں بچے معصوم بھی تھے۔ اور چارپائے سب بیخطا تھے۔ ان پر قہر و غضب کا بھڑکنا کیا انصاف ہے۔

مثال دوازدہم - کتاب حزقی ایل ۲۱/۳ میں ہے۔ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھ

میں تیرا مخالف ہوں - اور اپنی تلوار کو میان سے نکالوں گا - اور تیرے صادقوں اور تیرے بدکاروں کو تیرے درمیان سے کاٹ ڈالوں گا - سو اس لئے - کہ میں تیرے درمیان سے نیکوں اور بدکاروں کو کاٹ ڈالوں گا - اس لئے میری تلوار اپنی میان سے نکل کے جنوب سے شمال تک سارے جانداروں پہ چلیگی" بھلا بدکار کو مارنا تو ایک بات ہے لیکن نیک صادق کو مارنا - اور "سب شریر" جن میں لاکھوں بچے معصوم بھی تھے - شمال سے جنوب تک تلوار کا نکالنا کیا ظلم نہیں -

مثال سیزدہم - صموئیل کی دوسری کتاب کے چوبیسویں باب میں ہے کہ داؤد نے جب اسرائیل کو شمار کیا - تو اس بات پر خدا کا غصہ بھڑکا - بنی اسرائیل سے ستر ہزار آدمی وبا بھیج کر مار ڈالے - اور داؤد کا بال بھی بیکا نہ کیا - اور نہ کوئی ان کے گھر کا آدمی مرا - یہ کیا عدل کے خلاف نہیں کہ خطا کریں داؤد اور مارے جاویں اور لوگ اسی لئے حضرت داؤد نے خود ہی یوں عرض کیا - جیسا کہ اسی باب کے سترھویں فقرے میں یوں منقول ہے - "دگناہ تو میں نے کیا - اور بدی مجھ سے ہوئی - پر ان بھیڑوں کا کیا قصور - پس مجھ پر اور میرے باپ کے گھرانے پر ہاتھ چلایئے"

مثال نمبر چہاردہم - کتاب یرمیاہ کے پندرھویں باب میں ہے "آیت ۳ اور میں چار قسم کی آفات کو ان پر بھیجونگا - خداوند فرماتا ہے - تلوار کو کہ قتل کرے اور کتوں کو کہ پھاڑ ڈالیں - اور آسمانی پرندوں کو اور زمین کے درندوں کو کہ نگلیں - اور ہلاک کریں - اور میں انھیں یہوداہ کے بادشاہ منسی بن حزقیاہ کے سبب اور اس کام کے باعث جو اس نے یروشلم میں کیا چھوڑ دونگا - کہ وہ زمین کی ساری مملکتوں میں سنلئے جاویں" بھلا منسی بن حزقیاہ کے گناہوں کے باعث سب پر چار طرح کے عذاب مقرر کرنا - اور ساری دنیا کی مملکتوں میں انھیں تنگ کرنا کیا انصاف اور عدل و رحم ہے -

مثال پانزدہم - گنتی $\frac{14}{34}$ میں یوں خداوند کا قول مندرج ہے "اور تمھارے لڑکے اس دشت میں ۴۰ سال تک بھٹکتے پھریں گے - اور تمھاری

حرامکاری کے اُٹھانیوالے ہونگے۔ جب تک کہ تمہاری لاشیں اس دشت میں نیست اور نابود نہ ہوویں"۔ بھلا لڑکوں کو ۴۰ سال تک باپ دادوں کی حرامکاری اُٹھوانی کیا انصاف ہے۔

مثال شانزدہم۔ یشعیاہ ۱۴/۲۱ میں ہے۔ "اس کے فرزندوں کے لئے قتل کے سامان ان کے باپ دادوں کے گناہوں کے سبب تیار کرو۔ تاکہ وہ برپا نہ ہوں۔ اور ملک کے مالک نہ ہوجاویں۔ اور شہر بنا کے دنیا کو آباد نہ کریں"۔ بھلا باپ دادوں کے گناہ کے سبب اولاد کو معتوب مغضوب بنانا۔ اور عذاب دینا کس طرح کا انصاف ہے۔

مثال ہفتدہم۔ یرمیاہ ۳۲/۱۸ میں ہے۔ "تو ہزاروں پر مہربانی کرتا ہے۔ اور باپ دادوں کی بدکاریوں کا بدلہ ان کے بعد ان کے فرزندوں کی گود میں رکھدیتا ہے"۔ دیکھو باپ دادوں کے گناہوں کا بدلہ ان کے بعد ان کے لڑکوں سے لینا کیسا انصاف ہے۔

مثال نمبر ۱۸۔ نوحہ یرمیاہ کے پانچویں باب کا ساتواں درس یوں ہے "ہمارے باپ دادے گنہگار ہوئے۔ وے جاتے رہے۔ اور ہم ان کا گناہ سہتے ہیں"۔ اس مثال میں وہی خدشہ ہے۔ جو اوپر مذکور ہوا۔

آپ کی کتب مقدسہ میں اور بہت ایسے فقرات ہیں۔ کہ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک کے گناہ پر دوسرے کو۔ اور باپ دادوں کے گناہ پر اولاد کو پکڑتا ہے ہم کہاں تک لکھیں۔ اس لئے ایسے فقروں کو نقل کریں گے۔ کہ جن سے معلوم ہو۔ کہ اولاد بے نصیب کئی پشت تک۔ اپنے باپ دادوں کا گناہ اُٹھاتی ہے۔

مثال نمبر ۱۹۔ خروج ۲۰/۵ میں ہے "میں یہوداہ تیرا خدا غیور خدا ہوں۔ کہ باپ دادوں کی بدکاریوں کی سزا ان کے لڑکوں کو۔ جو مجھ سے کینہ رکھتے ہیں۔ تیسری اور چوتھی نسل تک ان کو دیتا ہوں"۔ انصاف ملاحظہ فرمادیں۔

مثال نمبر ۲۰۔ خروج کے ۳۴/۷ میں خدا اپنی تعریف یوں کرتا ہے:

"باپ دادوں کے گناہ ان کے فرزندوں سے تیسری چوتھی پشت تک مطالبہ کرتا ہوں"

مثال نمبر ۲۱ گنتی ۱۴: ۱۸ میں ہے "باپ دادوں کے گناہوں کو انکے لڑکوں سے تیسری چوتھی پشت تک رخدا وند مطالبہ کرتا ہے"

مثال ۲۲- کتاب استثناء کے پانچویں باب کے نویں درس میں خداوند کا قول یوں منقول ہے۔ "میں یہوواہ تیرا خدا غیور ہوں۔ جو باپ دادوں کی بدکاری کا بدلہ جو مجھ سے کینہ رکھتے ہیں ان کی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک لیتا ہوں۔

مذکورہ بالا چار امثلہ جات سے۔ جو نمبر ۱۹ سے نمبر ۲۲ تک کی ہیں۔ کہ حسب بیان بائیبل خدا باپ دادوں کے گناہ کی سزا ان کے لڑکوں کو تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے۔ بلکہ کتب مقدسہ کے اور مواضع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چالیسویں بلکہ پچاسویں پشت تک بھی مطالبہ ہوا کرتا ہے۔ اور یہ طرفہ پر طرہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں ذیل کی مثالیں

مثال ۲۳- سموئیل نمبر ا باب ۱۵۔ آیت دو کو پڑھو۔ "رب الافواج یوں کہتا ہے۔ مجھ کو یاد ہے۔ جو کچھ کہ عمالیق نے اسرائیل سے کیا۔ جبکہ وہ مصر سے نکل آئے۔ کہ وہ کیونکر ان کی راہ پر گھات میں بیٹھا۔ سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب جو کچھ کہ ان کا ہے یکلخت حرم کر۔ ان پر رحم مت کر۔ بلکہ مرد اور عورت ننھے بچے۔ اور شیر خوار اور بیل بھیڑ۔ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر"

دیکھو یہاں چار سو برس کے بعد سموئیل پیغمبر کی وساطت سے ساؤل کو ان عمالیقوں کی اولاد سے جنھوں نے موسیٰ کا مقابلہ کیا تھا۔ اور مصر سے نکلنے کے وقت بنی اسرائیل کی گھات میں بیٹھے تھے بدلہ لینے کا حکم نکلا۔ اور بمقتضائے عدالت حکم ہوا کہ رحم نہ کرو بلکہ ان کے مرد عورت بالے بچے بیل بھیڑ اونٹ گدھے کو یکلخت قتل کرو۔ اب اپنا سوال دوہرائیے لڑکوں نے جو شیر خوار تھے۔ اور اسی طرح جانوروں نے کیا گناہ کیا تھا۔ اور وہ مرد عورت صدہا سال بعد اپنے باپ دادوں کے گناہ کے عوض کس طرح واجب القتل تھے۔

مثال نمبر ۲۴- لوقا کی انجیل کے گیارہویں باب میں آپ کے خداوند یسوع مسیح کا قول یوں درج ہے۔ "سب نبیوں کے خون کا جو دنیا کے شروع سے بہایا گیا ہے اس زمانہ کے لوگوں سے بدلہ لیا جائیگا۔ ہابیل کے خون سے لیکر زکریاہ کے خون تک

جو قربان گاہ اور عبادت گاہ کے بیچ مارا گیا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ اس زمانہ کے لوگوں سے لیا جائیگا۔" دیکھو باپ نے وہ فرمایا تھا۔ ساؤل عمالیقوں سے چار صد سال بعد موسیٰ کا بدلہ لیوے۔ "بیٹا" یہ فرماتا ہے۔ بھلا ہابیل کے خون کے وقت سے لے کر جتنے خون ہوئے۔ ان سب کا بدلہ جناب عیسیٰ کے ہم عہدوں سے لینا انصاف اور عدل ہے۔

اب چوبیس مثالوں کے رو سے میں اُمید کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ طاعون جو مسیح قادیانی کے مخالفوں پر نازل ہوا۔ اس سے صدہا معصوم بچے کیوں مر جاتے ہیں۔ اور میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ آپ سوچ سمجھ کر اعتراض کیا کریں گے

(۲)

"شق القمر" آپ کے اس سوال کا جواب کہ شق القمر کے معجزہ کا عرب کے مورخین کے سوائے دیگر ممالک کے مورخین نے ذکر نہیں کیا۔ کچھ جواب تو شریح میں دیا جا چکا ہے کچھ تھوڑا بخوف طوالت دیا جاتا ہے

مثال نمبر ۱۔ یوشع کی کتاب کے باب ۱۰۔ آیت ۱۲ میں ہے "یشوع نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کے آگے یوں کہا کہ اے آفتاب جبعون پر ٹھہر رہ اور اے ماہتاب تو وادی ایلون کے مقابل۔ تب آفتاب ٹھہر رہا۔ اور مہتاب ٹھہر گیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا۔ کیا یہ کتاب ایاسفر میں نہیں لکھا ہے اور آفتاب آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہر رہا۔ اور قریب دن بھر کے پچھم کی طرف مائل نہ ہوا اور اس سے آگے ایسا دن کبھی نہ ہوا تھا۔ اور نہ اس کے بعد ہوا۔"

اب دوسری جانب جامعین تفسیر ہنری و سکاٹ کی بھی سن لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یوشع کی دعا سے آٹھ پہر تک آفتاب غروب نہ ہوا تھا۔ دیکھو تفسیر مذکور ذیل آیت ۱۲

اب فرمایئے یشوع کا یہ معجزہ آفتاب کے ساکن ہونیکا جو فلسفہ کے قطعی خلاف ہے۔ شام کے مورخین کے سوا دوسرے کن ممالک کے مورخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور لطف یہ کہ سوائے یوشع کی کتاب کے کسی اور کتاب میں اس کا کہیں ذکر نہیں اور جامعین تفسیر ہنری و اسکاٹ یوشع ۱۰ سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ یوشع کی

کتاب داؤد کے بسال جلوس سے سات سال پہلے لکھی گئی۔" گویا یوشع سے چار صد سال تخمیناً بعد لکھی گئی۔ جیسا سموئیل ۲ ۱۸/۱ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس جبکہ یہ حال ہے۔ تو پھر آپکا اعتراض کیسا۔

مثال نمبر ۲۔ سلاطین نمبر ۲-۱۱/۲۰ میں یوں لکھا ہے۔ "تب یشعیاہ نبی نے خداوند سے دعا مانگی۔ سو اس نے سائے کو آحاز کے درجوں میں دس درجے پیچھے پھرایا۔ ان درجوں میں کہ جن سے ڈھل گیا تھا۔" دیکھو مقابلہ کے لئے یسعیاہ ۸/۳۸۔ فرمایئے جناب اس معجزہ کو دیگر ممالک کے کون کون سے مورخین نے اپنی کتب تاریخ میں ذکر کیا ہے

مثال نمبر ۳۔ متی کی انجیل کے دوسرے باب میں مرقوم ہے۔ کہ "مجوسی لوگ حضرت مسیح کی پیدائش کے علامت کے تارے کو دیکھ کر پورب سے یروشلم میں آئے۔ اور وہاں سے بیت اللحم یہودیہ کو چلے اور وہ تارا ان کے آگے چلتا تھا یہانتک کہ اس جگہ پر جہاں جناب مسیح پیدا ہوئے تھے ٹھہر گیا۔"

فرمایئے جناب اس معجزہ کا کس مورخ نے ذکر کیا ہے۔ جوزیفس یہودی مورخ نے تو اپنی مستند کتاب میں ضرور ہی اس کا ذکر کیا ہوگا۔ کیونکہ جناب مسیح کا وہ ہمعصر و ہم عہد تھا لیکن کیا یہ افسوس کا مقام نہیں۔ کہ جوزیفس مورخ نے اس تارے والے معجزہ کا ذکر تو بالائے طاق مسیح کا نام تک اپنی تاریخ میں نہیں لکھا۔ اسی وجہ سے امریکا میں ایک آپ جیسے اہل دماغوں کی کمیٹی نے جو آپ نے آپ کو بھیجی ہے تحریر فرمایا ہے۔ کہ "مسیح درحقیقت کوئی آدمی نہیں گذرا۔ کوئی شخصیت اس نام کی دنیا پر نہیں ہوئی۔ کیونکہ جوزیفس معتبر مورخ جو عین مسیح کے زمانہ میں گذرا ہے۔ مسیح کا ذکر تک نہیں کرتا۔ اگر یسوع کوئی شخصیت ہوتی۔ تو ضرور جوزیفس اس کا ذکر کرتا۔ مگر اس کا ذکر نہ کرنا صاف ثابت کرتا ہے۔ کہ مسیح والا تمام واقعہ محض فرضی اور وہمی ہے۔" دیکھئے آپ کا یہ کہنا۔ کہ چونکہ شق القمر کے معجزہ کا غیر ممالک کے مورخین نے ذکر نہیں کیا۔ اس لئے بناوٹی بات ہے۔ کیا رنگ لایا ہے۔ یہاں تو جوزیفس نہ صرف ہم عہد بلکہ ہم مذہب ہم قوم ہم وطن معجزات بالائے طاق یسوع کی شخصیت کا ذکر بھی نہیں کرتا۔

مثال نمبر ۴ متی کی انجیل کے تیسرے باب میں ہے۔ کہ جناب مسیح پر اصطباغ کے بعد آسمان کے دروازے کھل گئے۔ اور خدا کی روح کبوتر کی مانند ان پر اتری۔"
اس معجزہ کا شامی مورخین نے کہاں ذکر کیا ہے۔

مثال نمبر ۵ - لوقا کی انجیل $\frac{23}{44}$ میں لکھا ہے۔ اور چھٹی ساعت کے قریب ساری زمین پر اندھیرا رہا۔ اور نویں ساعت تک رہا۔ اور آفتاب تاریک رہا۔" فرمائیے اس معجزہ کو تمام اہل عالم نے دیکھا تھا کس کس نے ذکر کیا۔ بس جس طرح آفتاب کا وسط السما میں چار پہر تک ٹھہرے رہنا۔ اور اس دن کا آٹھ پہر کا دن ہونا۔ بہت بڑا حادثہ ہے۔ اس کا علم بھی سب عالم والوں کو چاہیے۔ کیونکہ ابر غلیظ بھی اگر کہیں ہوگا۔ تو آٹھ پہر کے دن ہونے کو مانع نہیں ہو سکتا۔ اور جن افقوں میں اختلاف آفاق کے سبب اس وقت رات بھی ہوگی۔ تو وہاں بھی اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ کہ ان کی رات آٹھ پہر کی ہوئی ہوگی۔ اور اس حادثہ کو آجتک تخمیناً ۳۳۰۰ سال گذرے۔ اور اسی طرح آفتاب کا دس درجے پیچھے ہٹ آنا حادثہ عظیم ہے۔ اور اس حادثہ کو آجتک ۲۴۰۰ سال گذرے۔ اور ان حادثوں میں سے کسی کا ذکر بھی ہندیوں چینیوں خطاداریوں اور مجوسیوں اور اگلے زمانے کے تذکروں کی تاریخ میں مندرج نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب ان سے تمام واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ اور اہل ہنود لوگ تو سپر سب استہزا کرتے ہیں خصوصاً نوح کے طوفان پر۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ کنھیا اوتار کو آج تک مدت پانچہزار سال کی گذری ہے۔ اور اس حساب کے موافق تقریباً آٹھ صد سال طوفان نوح سے وہ پہلے گذرے ہیں۔ اور اسوقت سے اب تک سینکڑوں نامور بستیاں اور شہر ہندوستان میں آباد ہیں۔ اور جب سے اب تک اہل ہنود کی تواریخ کی شہادت اور اس طرح ان لوگوں کے تواتر کے موافق ہر وقت میں کروڑوں آدمی انسانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس بات میں اہل ہنود کے مذہب اور اہل ہند کو کوئی شبہ نہیں اور اس طرح سے یقیناً وے بستیاں اور شہر اور سب ہندوستان کے آدمی ایسے طوفان سے غرق نہیں ہوتے۔ شق القمر کے معجزہ کی نسبت ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ کہ رات کے وقت وقوع پذیر ہوا۔ اور شاید صرف تین منٹ تک رہا ہوگا۔ اور یہ ایک عملی واقعہ

ہے۔ چاند دو ٹکڑے ہو کر جڑ گیا۔ رات کو لوگ آسمان کی طرف نہیں تاکا کرتے۔ اس لئے عوام الناس کو اگر اس کا علم نہ ہوا ہو۔ تو جائے تعجب نہیں۔ کیونکہ رات کا وقت تھا لوگ خواب غفلت میں۔ اور بالعموم اس وقوعہ کی طرف سے غافل تھے۔ روشنی بھی کم نہ ہوئی۔ لیکن برخلاف اس واقعہ کے یوشع بن نون کا معجزہ آفتاب کے ساکن ہو جانا یا جبعون پر اس کا ٹھہرنا۔ یسعیاہ کے معجزہ کا ذکر یعنی سائے کا دس درجہ پیچھے ہٹ جانا حضرت مسیح کے تارے کا واقعہ۔ واقعہ صلیب کے وقت سارے عالم پر تاریکی کا چھا جانا وغیرہ ایسے واقعات ہیں۔ جو چھوٹے سے چھوٹے انسان کی نظر سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن تو بھی ایسے واقعات کا کسی قوم کی کتب تواریخیہ میں نہ پایا جانا۔ آپ کے مقرر کردہ اصول پر کیا کہلانے کا مستحق ہے

دوسرا امر یہ بھی قابل غور ہے۔ کہ یوشع کا معجزہ جیسا کہ ہم نے مسٹر ہی وارث کی زبان و قلم سے آپ کو سنا دیا۔ یشوع کے چار صد سال بعد لکھا گیا۔ ایسا ہی یسعیاہ والا قصہ اناجیل کے واقعات بھی مسیح کے زمانہ سے کم از کم دو صدیاں بعد لکھے گئے۔ پھر اگر اہل عصر ایسے واقعات پر اعتراض کرتے۔ تو کب اور کس طرح۔ کیونکہ وہ تو معدوم ہو گئے ہوئے تھے۔

برخلاف اس کے شق القمر کے معجزہ کا رسول اللہ کے تمام معصروں کے سامنے ذکر کیا گیا۔ پس اگر یہ جھوٹ ہوتا تو مخالفین و معاندین جو رسول اللہ کے ہمعصر تھے۔ اس کی تکذیب کرتے۔ اور ابو جہل جیسے ظاہری دشمن شور سے آسمان سر پر اٹھا لیتے۔ اور کئی کمزور اشخاص کو مرتد کر دیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا جو صاف صداقت کی دلیل ہے۔ فقط باقیہ اشتہ

بندہ عبد الخالق نو مسلم۔ از تالیف

بشارات القرآن

پیشگوئی ۹۵

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ یعنے اے اہل مکہ جب قرآن باواز بلند پڑھا جاوے تو سنو اس کو چپ چاپ ہو کر تاکہ تم رحم کئے جاؤ + آیت ہذا میں بڑی تحدی کے ساتھ پیشگوئی اہل مکہ کو سنائی گئی ہے۔ کہ اگر تم بدستور قرآن کے پڑھنے کے وقت شور ہی مچاتے رہے تو تم بجائے رحم کے عذاب سخت کیا جائے گا۔ اور اگر تم چپ چاپ سن لیا کرو تو اس کا نتیجہ ضرور رحم ہے۔ یعنے سننے والے اور پھر غور و تدبر کرنیوالے رحمت الٰہی سے حصہ پائینگے +

پیشگوئی ۹۶

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ انفال ع ۱۔ ترجمہ۔ یہی لوگ مومن ہیں سچے ان کے لئے درجے بلند ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور رزق عزت والا آیت ہذا میں جلاوطن۔ مسافر۔ غریب۔ ذلیل۔ بے خان و مان۔ بے سامان مسلمانوں کو ایک زبردست پیشگوئی کی بشارت سنائی گئی۔ کہ عنقریب تمہیں درجے عطا کئے جائینگے اور وارث العرب و عراق و شام وغیرہ کا بنا کر تمہیں شاہانہ عزت اور رزق باکرامت عطا کیا جائے۔ سو خدا کی باتیں تھوڑے ہی دنوں میں پوری ہوئیں +

پیشگوئی ۹۷

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ

بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ انفال ع ۱- ترجمہ- اور جب وعدہ کیا اللہ نے تم سے دو جماعتوں میں سے ایک کے ملنے کا۔ اور وہ تمہارے لئے ہوگی- اور تم چاہتے تھے کہ تمہارے لئے وہی گروہ ہو جو (لڑائی کا بوتہ نہیں رکھتا) اور اللہ چاہتا ہے کہ حق کو حق موافق اپنے کلمات وعدہ کے ثابت کر کے دکھاوے۔ اور جڑ کاٹ ڈالے آج کفار (مکہ) کی- تاکہ واضح ہو حق- اور باطل ہی باطل رہ جائے۔ اگرچہ بڑا مشکل معلوم ہو ان گنہگاروں کو جو خدا سے کاٹے گئے ہیں۔

آیت ہذا میں دو جماعتوں میں سے ایک کے ہاتھ آنے کا اس طرح بیان ہے- کہ ابوسفیان شام سے چالیس آدمیوں کے ساتھ مال تجارت لے کر آرہا ہے اور ادھر مکہ سے قریش کا ایک ہزار جنگی سپاہی ابوسفیان کی امداد کے لئے مدینہ کی طرف مقام جنگ بدر پر آپہنچے اور ڈیرے لگا دیئے۔ آنحضرتؐ کو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی سے خبر دی کہ دو جماعتوں میں سے ایک کو تم پاؤ گے یہ ہمارا وعدہ بطور پیشگوئی کے ہے پس آنحضرتؐ مقام بدر (پانی کی جگہ) پہ آگئے اور ایک تنبو میں داخل ہو کر آنحضرتؐ نے دعا مانگی کہ اے خدا اگر آج تو نے اسلام کی مدد نہ کی تو پھر تیری پرستش کون کریگا تب حضرت ابوبکرؓ نے جھٹ کہا۔ یا رسول اللہ آپ کا خدا ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا آپ باہر تشریف لائے۔ اور بدر میں موافق وعدہ الٰہی کے جو پہلے ہو چکا تھا۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ پورا ہوا- اسلام کی فتح عظیم ہوئی- اور یہ پہلی فتح تھی۔

پیشگوئی ۹۸

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝ انفال ع ۲- ترجمہ- یعنے جو کوئی خلاف کرے اللہ کا اور رسول کا- پس تحقیق اللہ بعد گناہ کے سخت عذاب

کرنے والا ہے یہ ہے تو دنیا کی سزا پس چکھو اُسے۔ اور بیشک منکرین کے لئے عذاب

ہے نار الحرب کا۔ اور پھر حشر میں نار الجہنم کا۔

آیت ہذا میں بھی اہل مکہ کے لئے یہ ایک پیشگوئی تھی جو یہاں بدر میں پوری

ہوئی۔ وہ طعمۃ النار الحرب ہوئے ✤

پیشگوئی ۹۹

وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ

جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا

نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ انفال ع ۲۔ ترجمہ۔ بیشک اللہ کفار کے جنگ کی ساری تدبیریں

کو بیکار کرنیوالا ہے۔ اور اے منکرو تم ہمیشہ فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے (کہ اے خدا

جو گروہ حق پر ہے اُسکو فتح عطا کر۔ چنانچہ ابوجہل نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہی دعا مانگی تھی)

سو خدا نے تمہارے سامنے فتح کر دی جسکی چاہی۔ اور اگر اب بھی کفر و شرک سے باز آؤ

تو بہتر ہو تمہارے لئے۔ اور اگر پھر ایسا ہی کروگے تو ہم بھی ایسا ہی کرینگے اور بیشک

اللہ ساتھی مددگار مومنین ہی کا ہے۔

یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہوتی رہی کہ جب وہ منکر فساد کرتے مفتوح ہوتے۔ اور

فتوحات کی بشارات سُنکر کہدیتے متٰی ھٰذَا الْوَعْدُ (ھٰذَا الْفَتْحُ) سو خدا

نے اپنی باتیں پوری کرکے دکھا دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

پیشگوئی ۱۰۰

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ انفال ع ۴

ترجمہ۔ اے مومنین اگر تم تقوے و طہارت اختیار کرو تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ

تمہارے اور تمہارے اعداء کے درمیان فرقان (فرق مابہ الامتیاز) پیدا کر دے گا اور تمہارے پہلے گناہ دور کر دے گا۔ اور پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور اللہ صاحب افضال کاملہ تم پر بڑے فضل کرے گا ؛

آیت ہذا میں یہ پیشگوئی سنادی گئی تھی کہ اے مسلمانانِ مدینہ اگر تم متقی رہے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فرقان کرے گا۔ جیسا کہ اُس نے حضرت موسیٰؑ کے لئے فرعون کو مع لشکر کے غرق کر کے فرقان حق و باطل میں کر دیا تھا ایسا ہی فرقان تمہارے اور تمہارے اعداء کے درمیان کر دے گا۔ سو خدا نے دنیا کو دکھا دیا کہ اسکے وعدے کیونکر پورے ہوتے ہیں ؛

پیشگوئی ۱۰۱

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ انفال ع ۴ ۔ ترجمہ ۔

یعنی اللہ یہ نہیں کہ عذاب کرے انکو درآنحالیکہ تو ہو موجود ان میں ۔

یہ ایک زبردست پیشگوئی سنادی کہ اے مکہ والو جبتک محمدؐ اور محمدی تمہارے بیچ بستے ہیں تب تک خدا کے عذاب بھی ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور جب تم مطابق اپنے ارادہ کے آنحضرتؐ کو نکال دو گے تب تم پر عذابوں کے دروازے کھول دیئے جائینگے۔ سو خدا نے موافق اپنے کلمات طیبات کے ایسا ہی کیا۔ اور دنیا اس سے ناواقف نہیں ہے ؛

پیشگوئی ۱۰۲

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

انفال ع ۴ ۔ ترجمہ ۔ اور نہیں ہو سکتا اہل مکہ کیلئے کہ خداوند انکو عذاب نہ کرے ۔ بحالیکہ وہ روکتے ہیں لوگوں کو مسجد الحرام میں آنے سے اور نہیں ہیں وہ متولی اسکے ۔ بلکہ متولی اسکے متقی ہی ہونگے ۔ ولیکن اکثر نہیں جانتے ؛ آیت ہذا میں ایک زبردست پیشگوئی ہے کہ اہل مکہ کو جو مکہ میں آنے سے مسلمانوں کو روکتے ہیں انکو معذب کیا جائیگا اور متولی کعبہ متقی لوگ بنائے جائینگے۔ چنانچہ مسجد حرام سے روکنے والوں کا زور توڑا گیا۔ اور انکی جگہ جو خدا کے نزدیک اسکی تولیت کی راہوں پر قدم مارنے والے تھے متولی ہوئے شیعہ صاحبان بھی غور فرماویں ؛

جماعت احمدیہ کا دار الافتاء

سوال ۱۔ حضرت عائشہ کی نیت سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔حضرت عائشہ کی نیت سے کوئی نماز پڑھنی درست نہیں۔

سوال ۲۔ عورتوں کا مسجد میں نماز کے لئے آنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ عورتوں کا مسجد میں نماز کے لئے اس طور پر آنا کہ پردہ قائم رہے اور ناجائز خلط نہو۔ جائز ہے +

سوال ۳۔ بطور نذر کے کسی مراد کے حصول کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب۔ (یعنی بطور نذر کسی مراد کے حصول پر روزہ رکھنا) جائز ہے۔

سوال ۴۔ عاشورا کے دن کھانا کھلانا اور شربت پلانا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ عاشوراء کا شربت اور کھانا بدعت ہے جس سے اجتناب چاہیئے

سوال ۵۔ انبیاء اولیاء کو حاضر ناظر جان کر ان سے مدد مانگنا جائز ہے یا نہیں

جواب ۔ انبیاء و اولیاء کو حاضر ناظر جاننا اور ان سے مدد مانگنا جیسا رواج ہے یہ حرام اور ناجائز ہے۔ اور مسلم کی شان سے بعید۔

سوال ۶۔ گیارھویں اور قبور پر ذبح کیا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ گیارھویں اور قبور پر ذبح کیا ہوا جانور نہ کھایا جاوے۔ اول بدعت اور دوم حرام ہے۔ (سید سرور شاہ)

سوال ۷۔ لونڈی کا مفہوم اسلام میں کیا ہے؟

جواب ۔ اسلام میں لونڈی اس عورت کو کہا جاتا ہے۔ کہ جو دشمنوں کی عورتیں جنگوں میں پکڑی آتی تھیں تو ان کو لونڈیاں کہا جاتا تھا۔ انکے پکڑنے اور لونڈیاں بنانے سے غرض یہ ہوتی تھی۔ تاکہ وہ اسلام سیکھیں۔ اور اسلام کے اخلاق و آداب سے واقف ہوں۔ تاکہ جب وہ آزاد ہوں۔ تو بھی وہ کافروں کی حامی نہوں۔ بلکہ اسلام کی شیدا

اور اسی کو پھیلانیوالی ہوں)۔ اور اسی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو مارا۔ تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اسکو آزاد کردو۔ پھر اسی طرح کفارات میں بھی غلام کو آزاد کرنا رکھا گیا۔ مثلاً قرآن کریم میں تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا (پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ رکوع ۱۔ پھر فرمایا۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓی اَھْلِهٖ۔ سورہ نساء رکوع ۱۳۔ پارہ ۵۔ ترجمہ جو اپنی بیوی سے ظہار کرے یعنی ماں وغیرہ کہدے تو وہ بھی ایک غلام آزاد کرے۔ اسی طرح جو مومن کو خطاً قتل کردے تو وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اور پھر اسی طرح نذر وغیرہ کے کفارات میں غلام کا آزاد کرنا رکھا گیا۔ تو مومنوں کو یہ توجہ دلائی۔ کہ جب وہ کسی غلام میں صلاح و درستی دیکھیں۔ اور دیکھیں کہ اب اسلام اسکے رگ و ریشہ میں دھس گیا ہے تو وہ اس کو آزاد کردیں۔ اور پھر ترکیب بھی بتائی۔ کہ اگر کوئی آزاد نہ کرسکے۔ تو غلام سے کچھ روپے لیکر ہی آزاد کردے۔ اور ایسے غلام کو جو کسی معین رقم پر آزاد کردیا جائے۔ شریعت میں مکاتب کہا جاتا ہے۔ پھر ان کے ساتھ رسول کریمؐ نے حسن سلوک کا ارشاد فرمایا۔ اور ایسی بات جسکے ساتھ انکی دلشکنی ہو کرنے سے منع فرمایا۔ تو جب ان سے حُسن سلوک کیا جاتا تھا۔ تو اگر ان کو آزاد کیا جاتا۔ تو وہ کب جا سکتے تھے۔ اور اگر جاتے بھی تو بھی اسلام ہی کو پھیلاتے۔ مثلاً دیکھو کہ رسول کریمؐ نے پہلے اپنے غلام زید کو آزاد کیا۔ اور پھر اس کے لڑکے اسامہ کو ایک لشکر کا گورنر اور افسر بنایا۔ اور ان کے ذریعہ سے اسلام کو ترقی ہوئی۔ اور پھر حضرت عمر جب بیت المقدس کو تشریف لیجاتے ہیں۔ ساتھ ہی آپ کا غلام بھی ہوتا ہے۔ اور صرف ایک اونٹ ہے اور نوبت بنوبت سوار ہوتے جاتے ہیں۔ اور پھر جب بیت المقدس میں پہنچتے ہیں۔ تو اس وقت غلام ہی سوار ہوتا ہے اور آپ پیدل چلتے ہیں۔ تو اگر اس کو آزاد کردیتے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ کافر ہو جائے۔ اور اسلام کا مخالف ہو۔ جبکہ وہ اسلام کو اچھی طرح جان

چکا ہے کہ اس میں کیسے اخلاق سکھائے جاتے ہیں + پھر ہارون رشید کا غلام جس نے
کہ جعفر برمکی جیسے شخص کو جس سے بادشاہ بھی کانپتا تھا۔ قتل کیا۔ اور بادشاہ کے پاس
وہ وزیروں کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ تو وہ اگر اپنے ملک میں کافر ہی رہتا۔ تو کیا اتنی ترقی
وہ کر سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ تو غلام بنانے سے غرض اسلام میں یہی تھی۔ کہ وہ دشمن جنپر
کہ اسلام بار بار پیش کیا گیا۔ اور انھوں نے قبول نہ کیا اور تکلیفیں دیتے رہے۔
اب جبکہ وہ غلام بنکر آئینگے۔ اور اسلام کی خوبیاں دیکھیں گے تو خود ان کو مسلمان
بننے کا شوق ہوگا۔ لیکن آجکل اگر پکڑا ہوا قیدی چھوڑا بھی جائے تو وہ اُلٹا انہی کو
تکلیف دینے میں کوشاں رہے گا۔ اور بیچنے کا حکم بھی انہی کے لئے ہے جو جنگوں میں
پکڑے جاویں۔ آزاد کی بیع تو حرام ہے + (المفتی سید سرور شاہ)

سوال ۸ ۔ اگر خطیب کو خود ضرورت حقہ کے ماتحت دینی امور کے سرانجام
دینے کے لئے سامعین کو بلانے کی ضرورت پیش آئے تو سامعین میں سے جواب
دیوے یا نہ۔ پھر ایسی حالت میں جبکہ وہ صحیح طور پر جانتا ہو کہ بعد میں موقعہ نہیں ملے گا۔ اور
سلام پھیرتے ہی آدھے لوگ بھی نہیں رہیں گے +

جواب ۔ جمعہ کے خطبہ میں خطیب اگر حاضرین سے کچھ دریافت کرنا چاہے۔ تو
وہ کر سکتا ہے جس شخص سے وہ کچھ دریافت کرے۔ صرف اس کو بولنے کی اجازت ہے
بقدر دریافت کے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ کہ حضرت عمرؓ خطبہ پڑھ رہے تھے
تو حضرت عثمانؓ آئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہ آنے کا کونسا وقت ہے انھوں نے عرض
کی۔ کہ اذان سنتے ہی وضو کر کے حاضر ہو گیا ہوں +

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ایک آدمی
آیا۔ آپ نے دریافت کیا۔ کیا تم نے دو رکعت نماز پڑھی ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ
نے فرمایا۔ دو رکعت پڑھ لو۔ یہاں قادیان میں حضرت خلیفہ ثانی بعض آیات حافظوں سے
خطبہ میں دریافت کر لیا کرتے ہیں۔ (حافظ روشن علی)

سوال ۹ ۔ زمین گروی لینی جائز ہے یا نہیں۔ اگر وہی زمین مالک اصلی کو برائے

کاشت دیگر اس کا غلہ نصف حصہ لیا جاوے۔ اور معاملہ سرکاری بھی دیا جاوے تو اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

جواب۔ زمین کا گروی لینا جائز ہے۔ اس سے نفع وہ شخص اُٹھا سکتا ہے جو اس کے اخراجات کا ذمہ وار ہو۔ رہن لینے والا اگر اس کے اخراجات ادا کرتا ہے۔ نفع نقصان کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ تو اس کا نفع اُٹھانا جائز ہے۔ کاشت خواہ خود کرے یا کسی سے کرائے۔ جہاں تک ہو سکے۔ اپنے قبضے میں زمین کو لانا چاہیئے۔ یا کسی اور کاشتکار کو دیجاوے۔ کیونکہ جو رہن دینے والا ہے اس کے قبضے میں رہے تو اس میں کراہیت ہے اور نفع مقرر کرنا بھی اس پر جائز نہیں۔ اس بارہ میں حدیث بخاری و مسلم کی یہ ہے۔ الظہر یرکب بنفقتہ ولبن الدر یشرب بنفقتہ جانور پر سوار ہونا جائز ہے۔ اور دودھ والے جانور کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے اگر ان کا خرچ دیا جاوے اسی پر حضرت مسیح موعودؑ نے زمین کو قیاس فرمایا ہے۔ دیکھو فتاویٰ احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲

(حافظ روشن علی)

سوال ۱۰۱۔ اسلام کی دفاعی جنگوں میں جو لڑکیاں لونڈی ہو کر آتی تھیں۔ کیا وہ بغیر نکاح کے صحابہ کرام مثل حضرت عمرؓ و علیؓ نے رکھی ہیں کیا تاریخ اسلام اس کا ثبوت دیتی ہے؟

جواب۔ اول تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ جو کہ مقوقس بادشاہ اسکندریہ نے بطور تحفہ کے بھیجی تھی۔ بغیر نکاح کے رکھی۔ پھر اس سے آپ کا فرزند ابراہیم پیدا ہوا۔ پھر در منثور جلد ۲ صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے۔ عن ایاس بن عامر قال سألت علی ابن ابی طالب فقلت ان لی اختین مما ملکت یمینی اتخذت احداهما سریۃ وولدت لی اولادا ثم رغبت فی الاخری فما اصنع قال تعتق التی کنت تطأ ثم تطأ الاخری پھر صفحہ ۱۳۷ زیر آیت والمحصنٰت من النساء یہ حدیث آئی ہے۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعث یوم حنین جیشا الی اوطاس فلقوا عدوا فقاتلوهم فظهروا علیهم

وا بواھم سبایا فکان ناسًا من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تحرجوا من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللہ فی ذلک والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم یقول الا ما افاء اللہ علیکم فاستحللنا بذلک فروجھن رواہ مسلم وابی داؤد والنسائی وترمذی

پھر صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے۔ واخرج الطبرانی عن ابن عباس فی الآیۃ قال نزلت یوم حنین لما فتح اللہ حنینًا اصاب المسلمون نساء لھن ازواج وکان الرجل اذا اراد ان یاتی المرأۃ قالت ان لی زوجًا فسئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فانزلت ھٰذہ الآیۃ والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم یعنی السبیۃ من المشرکین تصاب لا بأس بذلک

اس میں ما ملکت ایمانکم کی تعریف بھی کر دی۔ کہ وہ مشرکین سے جو قید کی جاویں وہ ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس والمحصنٰت من النساء یعنی بذلک ذوات الازواج من النساء لا یحل نکاحھن یقول لا تخلب ولا تعد فتنشز علی بعلھا وکل امرأۃ لا تنکح الا ببینۃ ومھر فھی من المحصنٰت التی حرم الا ما ملکت ایمانکم یعنی التی احل اللہ من النساء وھو ما احل من حرائر النساء مثنیٰ وثلٰث ورباع۔

ان سب مذکورہ بالا حدیثوں سے ثابت ہے کہ لونڈی کس کو کہتے ہیں۔ اور ان سے بغیر نکاح ومہر کے وطی کرنا جائز ہے۔ پھر موطا امام محمد میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی ایک لونڈی اپنے لڑکے عبد اللہ کو دی اور کہا۔ کہ اس سے وطی نہ کرنا کیونکہ میری موطوئہ ہے۔ پس لونڈی سے بغیر نکاح کے وطی جائز ہے۔ اور غرض لونڈی بنانے سے یہی ہے کہ وہ اسلام سیکھیں اور مسلمان ہو جاویں +

سید سرور شاہ

جن خریداران تشحیذ نے ۱۹۱۸ء کی قیمت نہیں دی وہ قیمتیں ادا فرماویں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدے دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں۔

(۱) روغن صندل۔ سوزش بول کے لئے نہایت درجہ مفید ہے۔ قیمت ۱۲ر محصول ۵ر

(۲) اجوائن کا تیل۔ نفخ بدہضمی کی ایک ہی دوا...... " ۱۲ر " ۵ر

(۳) روغن سونٹھ۔ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے " ۸ " ۵ر

(۴) روغن سونف۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کیلئے مفید ثابت ہوا ہے " ۴ " ۵ر

(۵) روغن دار چینی۔ یہ دار چینی کے ملائم چھلکوں سے بنتا ہے اور یہ چیز نہایت خوشبودار ہے " ۱۲ر " ۵ر

(۶) روغن لونگ متلی اور ریاح کو دفع کرتا ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے " ۴ر " ۵ر

(۷) روغن لیموں۔ ہے گویا ابھی درخت سے ٹوٹے ہوئے لیموں کا خوشبو دیتا ہے۔ " ۴ر " ۵ر

(۸) روغن پیپر مینٹ پیٹ کے درد بدہضمی اور ریاح کے خارج کرنے میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے " ۴ر " ۵ر

(۹) روغن الائچی متلی اور ہچکی کو بند کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے قیمت ۱۲ر " ۵ر

پلیگ سے کیوں ڈرتے ہو؟

سوائے اور سب بیمار ہونے کے اس سے ڈرنے کا سبب یہ ہے کہ آجتک لاکھوں انسان اس موذی عارضہ کے پنجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں گاؤں کے گاؤں اجاڑ ہو گئے شہر کے شہر تباہ ہوئے اسوجہ سے اسکے نام ہی سے دہشت معلوم ہوتی ہے پلیگ میں مبتلا ہونے کے بعد پھر کوئی علاج نہیں ہے لیکن بطور حفظ ما تقدم ڈاکٹر ایس کے برمن کی پلیگ روکنے والی گولیاں منگوا کر ضرور رکھیں ان گولیوں کے استعمال سے جسم کے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے جس سے پلیگ کے کیڑے نہ ٹھہر سکتے ہیں اور نہ زہر اثر کر سکتا ہے۔ وقت پر ان گولیوں کے استعمال سے ہزاروں انسان پلیگ سے محفوظ رہتے ہیں آپ بھی غافل نہ رہیں۔ ایک گولی روزانہ ٹھنڈے پانی کے ساتھ نگل جانا چاہیئے۔ بچوں کو نصف یا چوتھائی حصہ گولی

قیمت ۳۶ گولیوں کی ڈبیہ ۸ر۔ ۶۰ گولیوں کی ڈبیہ ۱۲ر محصول ڈاک ۵ر

ڈاکٹر ایس کے۔ برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ